کھو نہ جائے خوشی

سعدیہ عابد

''پاری! پاگل مت بن، اس طرح کسی کو فون کرنا غیر اخلاقی حرکت ہے۔''

''یار! ماہی کرنے دینا، ہم کون سا سیریس ہیں، شغل میلہ ہی تو لگانا چاہتے ہیں۔'' وہ ریفریشمنٹ کے لوازمات کی ٹرے ان دونوں کے سامنے رکھتے ہوئے بولی تھی، پاری نے چپس اور ماہی نے لمحہ ضائع کیے بنا نمکو کی پلیٹ اٹھائی تھی۔

''لیکن مجھے تم دونوں کا یہ شغل میلہ کچھ خاص پسند نہیں آرہا، کسی کی دل آزاری کو تم لوگ شغل سمجھتی ہو۔'' پلیٹ خالی کرتے ہوئے بول رہی تھی ماہی کو وہ دونوں ہی گھورنے لگیں کہ اس نے ناصحانہ باتیں فی الحال وہ سننے کے موڈ میں نہیں ہیں۔

''پاری تو ایک دفعہ پھر سوچ لے، اپنے اکلوتے ہینڈسم بھائی کی اس لیکچرار سے شادی کروا کے بعد میں تجھے پچھتانا نہ پڑے، یہ تجھے اور تیرے بھائی کو صبح و شام ناصحانہ ڈوز دیا کرے گی۔'' مہوش نے پلیٹ ٹرے میں رکھی اور اس کی گردن پکڑلی۔

''دوست نما دشمن۔'' وہ غرائی تھی، پری وش ہنسنے لگی تو وہ اس کے واویلوں پر گردن چھوڑتی اس کو گھورنے لگی۔

''قسم سے تم ایسے کبھی بھیا کو مت دیکھنا، ورنہ وہ اپنا دل ہار جائیں گے۔'' اس نے شرارت سے آنکھیں گھمائی تھیں۔

''کہاں یار، انہیں کیسے بھی دیکھ لوں ان پر میری کوئی نگاہ اثر ہی نہیں کرتی اور جب وہ تنبیہ کرتی نگاہ ڈالتے ہیں مجھ پر گھڑوں پانی پڑ جاتا ہے۔'' وہ اداس ہوگئی تھی۔

''چل نہ تو دل چھوٹا نہ کر مجھے پکا یقین ہے کہ وہ دن دور نہیں ہیں جب بھیا کو تیرے سوا کچھ دکھائی ہی نہیں دے گا۔'' پاری پر یقین لہجے میں ایسے بولی جیسے ستاروں و قسمت کا حال جانتی ہو وہ پھیکی سی ہنسی ہنس دی۔

''کیا یار تم دونوں نے پھر ڈرامہ شروع کر دیا۔'' ماحول کی اداسی کم کرنے کو قاری مصنوعی خفگی سے بولی تھی۔

''ہاں تو..... تو ہی نمبر نہیں ملا رہی۔'' قاری نے پاری کو گھورا تھا اور ماہی کچھ کہتی کہ وہ دونوں کورس میں بولیں۔

''ایک کال سے کچھ نہیں ہوتا، تو بھی انجوائے کر ہمیں بھی کرنے دے۔''

''میری طرف سے بھاڑ میں جاؤ۔'' وہ تپ گئی تھی اور پاری نے نکور سیل فون سے نمبر ڈائل کرنے لگی 0300 ملانے کے بعد دو نمبر قاری سے اور دو ماہی سے پوچھ کر باقی نمبر خود مکمل کیا اور لاؤڈ اسپیکر آن کر دیا، کچھ ہی دیر میں ایک قدرے موٹی زنانہ آواز ابھری، ماہی کو بے ساختہ ہنسی آئی تھی، وہ تو بروقت قریب بیٹھی قاری نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا مگر لائن کٹ کر چکی تھی اور اتفاق ہی تھا کہ انہوں نے تین دفعہ کال ملائی اور تینوں ہی دفعہ دوسری جانب خاتون تھی، قاری نے اب کے پی ٹی سی ایل نمبر ڈائل کیا۔

''السلام علیکم جی! کس سے بات کرنی ہے؟'' لہجے و انداز سے وہ گھر کی ملازمہ لگی قاری نے اسے اوکے کا سگنل دے دیا تو وہ بولی۔

''تقی خان سے بات کرنی ہے۔'' وہ آرام سے بولی یہ نام کچھ دیر قبل ان لوگوں نے ناول میں پڑھا تھا۔

''چھوٹے صاحب تو گھر پر نہیں ہیں جی۔''

''جیں، ماہی تو کہہ رہی تھی کہ یہ نام اس دنیا میں کسی کا نہیں ہوگا کہ ناول کے ہیرو ناول کے صفحات سے کبھی باہر نہیں آتے۔'' لاؤڈ اسپیکر آن تھا اس لیے وہ گود میں رکھا تکیہ اس پر رکھتی دبے

دبے لہجے میں بولی تھی۔

''میں نے تو آج تک نہیں سنا بس اس لیے۔'' وہ ان دونوں کو گھورنے پر کچھ خفیف ہو گئی تھی اور فاری نے اس سے کہا تھا کہ وہ کچھ اور پوچھے تب تکیہ ہٹا کر بولی۔

''منگی خان، گھر پر نہیں ہے کوئی تو ہو گا، کسی بھی گھر کے فرد سے بات کروا دو۔''

''بیگم صاحبہ کو نہیں بلا سکتی جی، وہ سو رہی ہیں طبیعت خراب ہے ان کی، میں نے اٹھایا تو چھوٹے صاحب مجھے جان سے مار دیں گے۔''

''کیوں..... کیوں مار دیں گے جان سے کیا وہ اتنے ظالم ہیں۔'' وہ مسکراہٹ ہونٹوں تلے دبائے شرارت سے بولی تھی۔

''نہیں جی ظالم تو نہیں ہیں بس غصہ کے بہت تیز ہیں، ناک پر مکھی بیٹھنے نہیں دیتے جی۔'' دوسری جانب بڑی معصومیت سے کہا گیا تھا۔

''اچھا تو پھر کیا مچھر کو بیٹھنے دیتے ہیں۔'' ماہی کی رگ ظرافت پھڑکی تھی۔

''آپ کیسی باتیں کرتی ہیں جی اور آپ ہیں کون؟'' وہ تینوں ایک دوسرے کو دیکھ دبے دبے انداز میں ہنسنے لگیں کہ سب سے پہلے کیا جانے والا سوال اب کیا گیا ہے۔

''میں چاندنی ہوں، تمہارے چھوٹے صاحب کی گرل فرینڈ۔'' یہ جملہ فاری نے کہا تھا۔

''یہ کیا ہوتا ہے جی؟'' وہ تینوں ایک دوسرے کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارے کرنے لگیں۔

''دوست میں تمہارے صاحب کی دوست ہوں منگی اور میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، تم نے کبھی کسی سے محبت کی ہے؟'' پاری نے دوستانہ انداز میں پوچھا تھا۔

''نہیں جی، وہ اماں کہتی ہے لڑکیوں کو صرف اپنے خوند (شوہر، خاوند) سے محبت کرنی چاہیے۔'' اس کا شرمایا لہجہ ان تینوں سے ہنسی کنٹرول کرنا مشکل ہو گیا۔

''اچھا، تو تم شادی شدہ ہو۔'' ماہی نے پوچھا تھا۔

''نہیں جی، پر اماں کہتی ہے وہ میرے سولہ سال کے ہوتے ہی میرا ویاہ کر دے گی۔'' ماہی اب کے ہنسی روک نہیں سکی تھی۔

''آپ ہنس کیوں رہی ہو جی؟'' اس کے معصومیت سے پوچھنے پر ان دونوں نے اسے کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھا۔

''تمہارے چھوٹے صاحب، کب آتے ہیں؟'' فاری نے موضوع بدلا تھا۔

''وہ اس وقت تو کبھی نہیں آتے جی، صبح دس بجے جاتے ہیں، کبھی سات بجے تو کبھی آٹھ اور اس کے بعد بھی آتے ہیں جی۔'' وہ فرمانبرداری سے بتا رہی تھی۔

''تمہارے صاحب کرتے کیا ہیں؟'' ماہی نے پوچھا تھا۔

''جی اپنا کاروبار ہے جی، ہمارے چھوٹے صاحب بہت اچھے بہت دیالو ہیں جی۔''

''تمہارے چھوٹے صاحب کٹھور اور سنگ دل بھی ہیں، انہوں نے مجھ سے محبت کی پینگیں بڑھائیں اور جب میں ان کی محبت میں رنگ گئی تو میرے سارے رنگ چھین لیے، میرے دل کے کورے کاغذ پر اپنی شبیہ اتار کر محبت کی شکل ہی ایکدم مسخ کر دی اور تم کہتی ہو کہ تمہارے صاحب ظالم نہیں ہیں۔'' پاری نے سارے ڈائیلاگز وہی بولے تھے جو اس نے ناول میں پڑھے تھے۔

''نہیں جی، ہمارے صاحب ایسے نہیں ہیں، صاحب کی کسی لڑکی سے دوستی بھی نہیں

ہے۔" وہ لگی لپٹی کے بغیر بولی تھی۔
"ارے تم گھر کی ملازمہ ہو، اب تمہیں کیا معلوم کہ وہ کس سے دوستی کرتا ہے کس سے نہیں، وہ تو ہم پر بھی بری نظر رکھے ہوئے ہے۔" اس کے فاری جرح پہ بولی تھی، پاری نے اس کے بازو میں چٹکی کاٹی تھی۔
"تمیز سے حد سے بڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔" اس نے کھلا ہوا ڈائجسٹ بند کر دیا کہ جس کو دیکھ دیکھ کر بول رہی تھی۔
"نہیں جی، چھوٹے صاحب تو نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے، وہ بہت شریف انسان ہیں، آپ کو ضرور غلط فہمی ہوئی ہے جی۔"
"غلط فہمی مجھے نہیں تمہیں ہوئی ہے جی اور میں نے تو تمہیں سمجھا دیا، اب آگے تمہاری مرضی۔" اس نے لائن کاٹ دی۔
"کیا ضرورت تھی لائن کاٹنے کی اتنا مزا آ رہا تھا۔" اس نے پاری کو گھورا۔
"تمہیں وہ سب بکواس کرنے کی کیا ضرورت تھی؟" پاری نے فاری کو کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھا تھا۔
"میں تو صرف وہی بول رہی تھی جو پڑھ رہی تھی۔" وہ ناسمجھی سے بولی تھی کہ طے یہی پایا تھا کہ وہ جس سے بھی بات کریں گی ڈائیلاگز ناول میں سے دیکھ کر ہی بولیں گی۔
"جاہل لڑکی، کبھی دھیان بھی دے لیا کر، صفحے الٹ چکے ہیں اور تو نے پتہ نہیں کیا کچھ اس افسانے میں سے دیکھ کر بول دیا، وہ لڑکی لہجے سے ہی معصوم لگ رہی تھی اس نے یہ سب اپنے چھوٹے صاحب یا بیگم صاحبہ کے سامنے کہہ دیا تو اس کی نوکری بھی ختم ہو سکتی ہے۔" ماہی کا بس نہیں چل رہا کہ فاری کا گلا دبا دے۔
"تو صفحے الٹ گئے تو مجھے کیا پتہ، اب تم نے بھی تو کہا تھا کہ شفیق خان، صرف ناول میں ہی نام ہے، رئیل میں کسی کا نہیں ہوگا ہمیں تو پہلی کال ہی اس نام کے شخص سے جا ملی۔" وہ کہاں زیادہ دیر شرمندہ رہ سکتی تھی۔
"اچھا اب دونوں اجھومت اور میں دوبارہ کال ملاتی ہوں۔" پاری بولی تھی۔
"کال ملا کر کہو گی کیا؟" ماہی نے پاری کو دیکھا۔
"کچھ بھی، تاکہ کوئی ہماری وجہ سے کسی کے کردار پر تو شک نہ کرے۔" فاری نے جواب دیا تھا اور پاری نے وہی نمبر دوبارہ ڈائل کیا اور اسی نے کال ریسیو کی۔
"تمہارے صاحب ویسے ہی ہیں جیسا تم سمجھتی ہو، میں نے وہ سب غصہ میں کہا تھا۔" وہ لگی لپٹی کے بغیر بولی تھی۔
"اس لیے نہ جی کہ آپ کی چھوٹے صاحب سے لڑائی ہوگئی ہے۔"
"تم سے کس نے کہا؟" فاریہ الجھ کر بولی تھی۔
"میں نے اندازہ لگایا ہے جی، جب اماں اور ابا کی لڑائی ہوتی ہے تو اماں بھی ابا کو نہ جانے کیا کچھ کہہ دیتی ہے اور جیسے ہی غصہ اترن چھوہوتا ہے تو وہ دونوں شیر وشکر ہو جاتے ہیں جی۔" فاری کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔
"مگر میری تمہارے صاحب سے شادی نہیں ہوئی ہے جی، تمہارے صاحب نے میرا دل توڑ دیا ہے، بے وفائی کی ہے مجھ سے، محبت کے چھوٹے سپنے دکھا کر میری نیندیں حرام کر دی ہیں۔" فاری لحظہ بھر کو رکی تھی اور پاری کو ناول کے جتنے ڈائیلاگز یاد تھے ایک ہی سانس میں کہہ دیئے۔
"صاحب ایسے لگتے تو نہیں جی اور اک

مشورہ ہے جی، آپ بیگم صاحبہ سے بات کرلو جی، صاحب، بیگم صاحبہ کی کوئی بات نہیں ٹالتے، آپ بیگم صاحبہ کو پسند آ گئیں نہ جی تو صاحب آپ سے شادی سے انکار نہ کرسکیں گے جی۔" وہ بی سمجھداری سے بول رہی تھی۔

"پھر تم کب بیگم صاحبہ سے اپنی شادی کی بات کررہی ہو جی؟" ان دونوں نے پاری کو شرارت سے دیکھا اور وہ ان دونوں کو گھورنے لگی وہ تینوں چونکی تو تب، جب ایک مضبوط بھاری گمبھیر لہجہ سماعتوں میں گونجا۔

"ہیلو، شفی خان اسپیکنگ۔" وہ تینوں باتوں میں لگی تھیں اس لئے توجہ نہیں دے سکیں تھیں کہ سیل فون پر تکیہ رکھا تھا، جبکہ ملازمہ نے اسے سلام کرکے بتایا تھا کہ اس کے لئے فون ہے اور ریسیور لے کر اس نے اپنے مخصوص انداز میں کسی بھی بات سے قبل تعارف کروایا تھا وہ باتوں میں مگن نہ ہوتیں اور موبائل پہ تکیہ نہ رکھا ہوا تو دوسری جانب ہونے والی گفتگو ضرور سنتیں، آواز پہ اس کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا جس میں اس نے تکیہ اٹھایا تھا۔

"ہیلو، کوئی بول ہی نہیں رہا، فضول قسم کی کالز نہ تم ریسیو کیا کرو اور مجھے دینے کی تو ہرگز مت نہ کیا کرو، جاؤ جاکر میرے لئے فریش اورنج جوس لے کر آؤ۔" کسی کو بولنے پر آمادہ نہ پاکر اس نے ملازمہ کو اپنے مخصوص کٹیلے لہجے میں جھڑکا تھا اور وہ شرمندہ ہوتی وہاں سے بھاگ لی تھی اور اتنی دیر بعد وہ تینوں ہی صورتحال سمجھ نہ سکی تھیں اور پاری اپنے خود اعتماد انداز میں میدان میں اتری تھی۔

"میں چاندنی بول رہی ہوں، شفی خان۔" اور ریسیور رکھتے ہوئے ٹھٹکا اور دوبارہ ریسیور کان سے لگالیا۔

"کون چاندنی؟"

"صرف تمہاری چاندنی، شفی خان بھول گئے مجھے۔" فاری نے اس کا کندھا تھپک کر اب کے صحیح صفحات کھول کر ڈائجسٹ اس کو پکڑائی تاکہ وہ ڈائیلاگز بھول کر کچھ غلط نہ کہہ دے۔

"واٹ ربش، کون ہیں آپ محترمہ؟ میں آپ کو نہیں جانتا۔" وہ تو طیش میں آ گیا ہے۔

"ایسے مت کہو شفو، میں مرجاؤں گی تمہاری بے اعتنائی میری جان لے لے گی۔" اس نے بھرپور جذباتی لہجے میں کہا تھا اور اس کے تو سر پہ لگی پیر پہ بجھی۔

"او یو شٹ اپ، میں خوب تم جیسی لڑکیوں کو سمجھتا ہوں ٹائم گزاری کے سب بہانے ہیں، مگر میں کوئی فالتو بندہ نہیں ہوں، اپنی یہ چھچھوری رومانوی باتیں کسی اپنے جیسے ہی کو سناؤ، آئندہ کال کی تو وہ حال کروں گا کہ یاد رکھو گی۔" وہ فون پٹخ گیا تھا اور وہ تو ایسے سن ہوگئی تھی کہ ان دونوں کو تشویش ہونے لگی، ہانی نے اس کا کندھا ہلایا اس کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔

"میں اسی لئے تم دونوں کو منع کررہی تھی۔"

وہ دونوں ہی خوامخواہ میں شرمندہ ہوگئی ہیں اور وہ بیڈ سے اتری اور تقریباً بھاگتے ہوئے فاری کے گھر سے نکلتی چلی گئی، پری وش اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی ہے اور اس کا ایک ہی اکلوتا بھائی تھا عبدالمیت شیرازی، عبدالمیت شیرازی کے یہ ہی دو بچے ہیں، ان کا اپنا گاڑیوں کا شوروم ہے، پہلے وہ اکیلے جسے سنبھالتے تھے، عبدالمیت نے تعلیم مکمل کرکے باپ کا بزنس سنبھال لیا تھا۔

مہوش، پری وش کی چچازاد تھی، مہوش کے پیرنٹس کی ڈیتھ ہوئی جب وہ محض چار برس کی تھی، مہوش کی پرورش عبدالمقیت کے پیرنٹس نے کی تھی، مہوش اور پری وش دونوں ہم عمر تھی، مہوش

اس سے محض گیارہ دن بڑی ہے اور دونوں ترنگ میں ہوتی تو اس کو بہت انجوائے کرتی ہیں کہ مہوش اس پر رعب جھاڑتی اور وہ مسکی سی صورت بنا کر اس کے رعب میں آجاتی اور پھر دونوں کی ہنسی اور شرارتوں سے شیرازی ہاؤس کے در و دیوار چہک اٹھتے ہیں، دونوں میں خوب ہی بنتی بھی ایک دوسرے کے بغیر دونوں کا گزارہ ہی نہیں تھی، دونوں ایک جان اور ایک قالب ہوا کرتی تھیں کہ کالج میں فریحہ سے دوستی ہوئی اور وہ تینوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم بن گئیں کہ فریحہ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھی اور شیرازی ہاؤس کے سامنے والا ان کا ہی بنگلہ تھا وہ لوگ لاہور سے کراچی شفٹ ہوئے تھے۔

تینوں ایک دوسرے کے بغیر رہنے کا تصور بھی نہیں کرتیں، بی کام پارٹ ٹو کے پیپرز دے کر فارغ تھیں، کبھی شیرازی ہاؤس میں تو کبھی فریحہ ولاز میں تینوں شرارتیں کرتی پائی جاتی ہیں، تینوں کے ہی پاس کافی عرصے سے اپنے اپنے سیل فونز تھے، مگر انہوں نے آج کل کے نوجوان کی طرح اسے کبھی یوز نہیں کیا۔

اپریل فول کی ایک کہانی پڑھی تھی تو نادر خیال آیا اور ماہی کے بہت منع کرنے پہ بھی وہ دونوں اپنی ہی کر کے رہیں اور جس کا انجام بھی دیکھ لیا کہ بعض دفعہ شرارت جان کو آجاتی ہے، پاری کے پیچھے وہ بھی بھاگی کہ اس کے آنسو کہاں برداشت ہوئے تھے، زاریہ ولاز کا گیٹ عبور کر کے اپنے گھر کی طرف بڑھ رہی تھی کہ گیٹ سے نکلتے عبدالمقیت سے بری طرح ٹکرائی تھی۔

''آئی ایم سوری.....'' نگاہ اٹھائی تھی اور عبدالمقیت کو غصہ سے گھورتے پا کر لفظوں نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا اور اس نے اس کے بازو پر گرفت کی اور اسے تقریباً اپنے ساتھ گھسیٹتا گھر کے اندر چلا آیا اپنے کمرے سے لابی کی طرف آتیں بخش بے طرح چونکیں جبکہ اس نے اسے ماں کی طرف دھکیل کر بازو آزاد کر دیا تھا۔

''مما! اپنی لاڈلیوں کو کچھ لگام ڈالیں، شتر بے مہار بنیں منہ اٹھائے کہیں بھی چل پڑتی ہیں اور آج تو حد ہی ہو گئی۔'' وہ غصہ سے کھول رہا تھا۔

''ہوا کیا ہے عبدالمقیت، اتنے غصے میں کیوں ہو؟''

''یہ آپ کی لاڈلی اندھا دھند سڑک پہ دوڑ رہی تھی، عقل دیں مما ان دونوں کو، ورنہ میرے ہاتھوں کسی دن ضائع ہو جائیں گی۔'' وہ ان کو گھورتا تن فن کرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

''وہ مما، پاری فاری کے گھر سے خفا ہو کر آگئی تھی تو میں اس کے پیچھے آئی تھی، انہیں میں نے اپنی ہی دھن میں دیکھا نہیں۔'' وہ شرمندگی سے کہہ رہی تھی۔

''تم دونوں اب شرارتوں اور شوخیوں کو خیر باد کہہ دو اور تم اپنے اندر کچھ بردباری پیدا کر و بیٹا کہ میں چاہتی ہوں کہ تمہاری اور عبدالمقیت کی شادی ہو، اس لئے تم اس کی پسند کے سانچے میں خود کو ڈھال لو۔'' انہوں نے اپنی خواہش کا اظہار پہلی دفعہ کیا ہے اور وہ انہیں حیرت سے دیکھ رہی ہے۔

''میری جان! ماں ہوں تمہاری تمہارے دل کی خبر ہے مجھے اور تم جو اپنی بے وقوف سہیلیوں کے ساتھ مل کر عبدالمقیت کا دل جیتنے کی کوشش کرتے ہوئے ہمیشہ اس کے عتاب کا نشانہ بنتی ہو، سب سے باخبر ہوں۔'' انہوں نے اس کی ناک کھینچتے ہوئے شرارت سے کہا تھا اور وہ بری طرح جھینپ کر ان کے سینے میں منہ چھپا گئی تھی۔

"عبدالمقیت کو قابو کرنا مشکل نہیں ہے مگر تم جو کرتی ہو وہ سب اتنا بچکانہ ہوتا ہے کہ وہ تم پر غصہ کیے بغیر رہ نہیں پاتا۔" وہ کافی دوستانہ انداز میں بولی تھیں کہ انہوں نے بچوں پر بے جا پابندیاں اور سختیاں کبھی عائد نہیں کیں۔

"تو میں کیا کروں مما، فاری اور پاری جو کہتی ہیں میں تو صرف وہی کرتی ہوں۔"

"وہ دونوں تو کم عقل ہیں، اب میں جو کہوں وہ کرلی جانا۔" انہوں نے پیار سے کہا تھا۔

"مما! لیکن وہ مجھے کیوں ناپسند کرتے ہیں؟"

"ارے کس نے کہا، بیٹا! وہ تمہیں ناپسند نہیں کرتا، بس وہ فطری طور پر ہی کچھ سنجیدہ طبیعت کا مالک ہے اور وہ صرف تمہیں نہیں بلکہ پاری کو بھی ہر وقت ڈانٹتا رہتا ہے، میں جانتی ہوں کہ تم دونوں وقت کے ساتھ سنجیدہ ہو جاؤ گی، مگر میں چاہتی ہوں کہ تم عبدالمقیت کی نگاہ میں کچھ ایسے سما جاؤ کہ وہ کہیں اور دیکھ ہی نہ سکے، کہ تم سے زیادہ پیاری باسیرت باکردار بیوی میرے بیٹے کو مل ہی نہیں سکتی اور تم نے کچھ کرنا نہیں بس دھیرے دھیرے صرف خود کو عبدالمقیت کی پسند کے سانچے میں ایسے ڈھالنا ہے کہ تمہاری انفرادیت بھی برقرار رہے، کہ میں یہ کبھی نہیں چاہوں گی کہ میری بچی کی خودی متاثر ہو صرف اس لیے اس کا رجحان دیکھتے ہوئے آج میں نے تم سے بات کی کہ تمہارے پاپا چاہتے ہیں کہ اب تم دونوں کی جلد سے جلد شادی کردیں مگر میں نے عبدالمقیت سے بات نہیں کی کہ تم ہر لحاظ سے عبدالمقیت کے لیے پرفیکٹ ہو مگر کہیں یہ چھوٹے چھوٹے اختلافات کی وجہ سے اس نے انکار کردیا تو صرف تم نہیں میں بھی ہرٹ ہوں گی کہ میں صرف عبدالمقیت کی نہیں تمہاری بھی ماں ہوں اور جو تم سے کہہ رہی ہوں وہ صرف تمہاری بھلائی کے خیال سے، ورنہ پھر تو عبدالمقیت کی ماں بن کر تو تم پر حکمرانی کروں گی، بہورانی صاحبہ۔" وہ جوان کو توجہ سے سن رہی تھی حیا کی سرخی گالوں پر دوڑ گئی اور وہ جھینپ کر ان کے پہلو سے اٹھ گئی۔

"میں جانتی ہوں مما، کہ رشتہ چاہے بدلے نہ بدلے آپ کا پیار کبھی نہیں بدلے گا۔" وہ یقین سے بولی اور ماں کے رخسار کو چومتی وہاں سے بھاگ گئی۔

"اوف یہی تو حرکتیں ہیں جو عبدالمقیت کو نہیں پسند چلتی نہیں ہے، قلانچیں بھرتی ہے۔" انہوں نے تاسف سے سوچا اور نئے خیال کے آتے ہی اس پر کیسے عمل کرنا ہے سوچتیں مسکرادی تھیں۔

☆☆☆

"تقی! آج جلدی آگئے بیٹا، سب خیریت رہی؟" وہ کچھ دیر قبل ہی سو کر اٹھیں، عصر کا وقت ہو رہا تھا اور وہ وضو کرنے چل دیں، لوٹیں تو بیٹے کو دیکھ خوشگوار حیرت ہوئی کہ وہ اس وقت آفس میں ہوتا تھا۔

"آپ کی طرف سے فکرمند تھا، آفس میں ذہن نہیں لگا تو آگیا، اب آپ کی کیسی طبیعت ہے۔" وہ ماں کو شانوں سے تھامے بیڈ پر بٹھاتے ہوئے نرمی و ادب سے مخاطب تھا۔

"میں ٹھیک ہوں بیٹا اور اس عمر میں تو یہ سب لگا ہی رہتا ہے۔" وہ بیٹے کی فکر کہاں دیکھ پائی تھیں، تقی ان کا اکلوتا بیٹا ہے، وہ خود دل کی مریضہ تھیں اگرچہ شوہر کی وفات کے بعد ہمت سے ڈٹ کر مشکلات کا سامنا کیا، گیارہ سالہ بیٹے کو اعلیٰ تعلیم دلوا کر زمانے سے مقابلہ کرنے کے قابل بنایا اور جب اس نے عملی زندگی میں قدم

رکھا تو وہ سب کچھ اس کے حوالے کرکے گھر کی ہو رہیں وہ اب تھک چکی ہیں کہ آزمائشوں بھری کٹھن زندگی تنہا ہی گزاری۔

''آپ اپنا خیال رکھا کریں، گھر میں اتنا رہیں نہیں ہیں نہ تو قنوطیت اور ڈپریشن کا شکار ہونے لگی ہیں، جم اور پارٹیز تک میں جانا بند کردیا ہے، مما باہر نکلیں میں آپ کو پہلے کی طرح تازہ دم دیکھنا چاہتا ہوں، ایسے آپ بالکل اچھی نہیں لگتیں۔''

''تم شادی کرلو نہ تو تنگی گھر میں بہو آئے گی تو گھر اچھا لگے گا، میں تمہارے بچوں کو گود دوں کھلانا چاہتی ہوں، اسے میری آخری خواہش......''

''مما ایسے کبھی مت کہیے گا، آپ نے جینا ہے اور بہت سارا جینا ہے۔'' ماں کی بات پر وہ تڑپ گیا کہ وہی تو اس کی کل کائنات تھیں۔

''اب زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں ہے تم شادی......''

''آپ دل دکھانے والی باتیں نہ کریں مما، شادی کے لئے میں تیار ہوں، بس آپ خوش رہا کریں۔'' وہ ماں کے ہاتھ تھامتا عقیدت سے انہیں چومنے لگا اور وہ بیٹے کے راضی ہوجانے پر نہال ہوگئی تھیں۔

''مما میں آپ کی پسند سے شادی کروں گا، آپ عصر کی نماز ادا کرلیں، میں کمرے میں جارہا ہوں، کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بلا لیجیے گا۔''

وہ اس کی پسند پوچھنے لگی تھیں تو وہ سارے اختیارات انہیں سونپتا ان کے کمرے سے نکل آیا، وہ ایکدم سے ہی ساری بیماری بھول بھال دوبارہ سے ایکٹو ہوگئیں، دو چار لڑکیاں نظر میں تھیں مگر بیٹے کے مزاج پر پوری اترتی محسوس نہ ہوئی تھیں تو غور بھی نہ کیا تھا اب ہر دوسری لڑکی کو وہ بڑی جانچتی نگاہوں سے دیکھتی ہیں اور وہ ماں کو خوش دیکھ کر مطمئن ہوگیا تھا کہ ان کی بیماری اس کو دہلانے لگی تھی اور اسی دوران انہیں اپنے کالج فرینڈ مل گئی جو شادی کے بعد لاہور چلی گئی تھی اور رابطہ ختم ہوگیا تھا، اس کی بیٹی کو دیکھا تو وہ بیٹے کے معیار پر اترتی محسوس ہوئی اور دوسری ہی ملاقات میں انہوں نے اس سے کہہ بھی دیا۔

''فاری، مجھے بہت اچھی لگی ہے روزینہ، اگر تمہیں اعتراض نہ ہو تو فاری اور تنگی ایک دوسرے سے مل لیں۔''

''تنگی سے ملی ہوں میں وہ ہر لحاظ سے ایک پرفیکٹ انسان ہے کہ فاری کے پاپا، پچھلے دنوں اس کی کافی تعریف کررہے تھے، مگر میں تم سے معذرت چاہوں گی کہ فاری کی اس کے کزن سے بات بچپن میں ہی ہوگئی تھی اور بچوں کو کوئی اعتراض بھی نہیں ہے۔'' روزینہ نے طریقے سے بات کی تھی اور انہیں کچھ مایوسی سی ہوئی تھی۔

''میرے سرکل میں بہت لڑکیاں ہیں، لیکن تم تو جانتی ہو بھئی آج کل کی لڑکیاں کیسی سوچ رکھتی ہیں ماڈرن لڑکی میرے بیٹے کو لے اڑے یہ میں کہاں گوارا کرپاؤں گی، اس لئے مجھے تو ایسی لڑکی کی تلاش ہے جو میرے بیٹے کو خوش رکھے، میرے بیٹے کو مجھ سے چھین کر نہ لے جائے کہ وہی تو میری کل کائنات ہے، فاری کو میں زیادہ نہیں جانتی لیکن میں تمہیں جانتی ہوں، تم نے سسرال کے ساتھ گزارہ کیا تو تمہاری بیٹی ایک ساس کو تو کم از کم برداشت کرہی سکتی ہے۔'' وہ سچائی سے ہر بات کہہ گئیں۔

''میرے نزدیک رشتے ہمیشہ اہم رہے، میں نے بھرے پرے سسرال کے ساتھ گزارہ کیا اور اپنی بیٹی نند کے بیٹے کو دے رہی ہوں کہ میں تو سمجھتی ہوں کہ انسان کی بقاء اس کے رشتوں میں

ہوتی ہے، آج سے دو برس قبل جب میں یہاں آئی تو اس وقت میرے سسر بیمار تھے ان کے انتقال کے بعد ساس کو فالج ہو گیا، یہ تمام باتیں کافی ڈپریسنگ تھیں میں یہاں کراچی واپس آنے کے بعد بھی پرانی دوستوں سے رابطہ نہ کر سکی کہ فرصت ہی نہیں تھی، تمہیں برسوں بعد دیکھا تو دلی مسرت ہوئی تمہاری باتیں دل کو لگنے والی ہیں کہ اکلوتے بیٹے کو کھونے سے ڈرتی ہو کہ میں بھی ان احساسات سے گزری ہوں۔'' کافی عرصے بعد دل کی بات کہنے کو کوئی میسر آیا ہے دونوں نے ہی خوب دلوں میں جمع باتیں ایک دوسرے سے شیئر کرنے لگیں۔

''میری نظر میں ایک لڑکی ہے، فاری کی دوست ہے، کہو گی تو ملوا دوں گی۔'' وہ کہہ ہی رہی تھیں کہ کسی نے شائستگی سے سلام کیا وہ دونوں ہی اس کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

''آنٹی فاری کہاں ہے؟'' وہ پوچھ رہی تھی جبکہ رخشندہ اس کا جائزہ لے رہی تھیں، گلابی چہرہ، تیکھے نین نقش لانبی اسمارٹ انہوں نے بیٹے کو تصور کی آنکھ سے اس کے ساتھ کھڑا دیکھا اور مطمئن ہو گئیں کہ یہ لڑکی انہیں پہلی نظر میں پسند آ گئی ہے، روزینہ کے بتانے پر کہ فاریحہ اپنے کمرے میں ہے وہ اس طرف چلی گئی۔

''یہ بچی کون تھی روزینہ؟'' وہ بے قراری سے پوچھ رہی تھیں۔

''میں اسی کا کہہ رہی تھی، پری وش نام ہے، سامنے ہی رہتے ہیں، ہو سکتا ہے تم نے نام سنا ہو عبدالمقیت شیرازی کا، انہی کی اکلوتی بیٹی ہے، ایک ہی بڑا بھائی ہے۔'' وہ مسکرا کر تفصیل بتانے لگیں۔

''تصویر ہو گی تمہارے پاس؟''

''تصویر، تصویریں کہو، میری بیٹی کی بیسٹ فرینڈ ہے یہ سمجھو میرے لئے بالکل میری فاری کی طرح ہے، ایک اور بچی ہے پاری کی دوست ماہی، مگر مجھے لگتا ہے کہ مسز شیرازی، ماہی کو اپنی بہو بنانا چاہتی ہیں، تم پری وش کی تصویر لے جاؤ، تقی کو دکھا لو، دیکھ کر انکار تو وہ کر ہی نہیں سکے گا کہ پری وش نام کی طرح خوبصورت ہے، دونوں طرف کی ذمہ داری بھی میری۔'' وہ کافی موڈ میں تھیں، رخشندہ مسکرا دیں واپس گھر آ کر انہوں نے تصویر بیٹے کو دی تھی جسے اس نے خاموشی سے لے کر سائیڈ ٹیبل کی دراز میں ڈال دیا اور ماں کے پوچھنے پر ہاں کہہ دی کہ اس نے شادی ماں کی مرضی سے کرنی تھی اور جب سارے اختیار ماں کو دے دیے تھے تو تصویر دیکھ کر اس نے کیا کرنا تھا، بیٹے کی ہاں کی دیر تھی اور وہ پری وش کے گھر پہنچ گئیں، تقی ہر لحاظ سے بہترین تھا اوپر سے فاری کی مما کی ضمانت، چھان بین کے بعد ہاں کر دی گئی اور وہ شادی کے لئے بضد ہو گئیں اور یوں شیرازی ہاؤس میں شادی کے ہنگامے جاگ اٹھے، انہوں نے عبدالمقیت سے مہوش کے لئے بات کی تھی اور وہ تو راضی ہی تھا کہ صرف وہی پاگل لڑکی نہیں، وہ بھی اس سے محبت کرتا ہے، ڈائریکٹ کہہ نہ سکا تو ناپسندیدگی کے اظہار کے ذریعے اس کو اپنی پسند کے سانچے میں ڈھالنا چاہا، وہ بیٹے کے تیور کچھ نہ کچھ سمجھ ہی گئی تھیں اس لئے نہ محسوس طریقے سے انہوں نے مہوش کو اس کی پسند کے سانچے میں ڈھال لیا تھا اور گھر میں وہ تین ہی بچے ہیں اور تینوں کی ایک ساتھ ہی شادی ہو رہی ہے، فاری اپنے گھر سے زیادہ شیرازی ہاؤس میں پائی جاتی ہے، تقی نام پر وہ تینوں ہی چونکی تھیں، ماہی نے تو کہا بھی تھا کہ یہ وہی تقی نہ ہو اور اس خیال کے بعد وہ سم جس کال کی ڈھونڈی گئی مگر ملی کے ہی نہ دی کہ

نمبر بھی یاد نہ تھا اور پھر فاری کو ملازمہ کا خیال آیا اور فاری باقاعدہ تقی کا کیچ میں کم عمر ملازمہ دیکھنے گئی تھی مگر وہاں کوئی کم عمر ملازمہ نہ تھی اور پھر وہ دونوں ماہی پر چڑھ دوڑیں تھیں جس نے کہا تھا کہ ناول کے نام صرف ناول میں ہوتے ہیں اور وہ بے چاری تو سنی ہوئی بات کہہ کر پچھتائی تھی، پری وش کو مہوش نے تقی کی تصویر بہت ستا کر دکھائی تھی اور وہ تو جیسے ایک نظر اس کے خوبرو چہرے، مغرور ناک اور ذہانت سے چمکتی کچھ بولتی آنکھوں کو دیکھ ہی اپنا دل ہار گئی تھی۔

"ماہی یہ تو بہت ہینڈسم ہے یار۔" وہ کھوئے کھوئے انداز میں بولی تھی۔

"یہ ہینڈسم ہے تو میری جان کون سی کم ہو۔ بے چاند سورج کی جوڑی لگے گی۔" اس نے پری وش کو گدگدایا تھا۔

"میں مما کو تمہاری طرف سے ہاں کہہ دوں گی؟" اس نے رخسار پر چٹکی لی تھی اور وہ جھینپ گئی تھی۔

"لو جی تصویر دیکھ کر یہ حال ہے محترم سامنے ہوں گے تو کیا کرو گی؟" اس نے چھیڑا تھا۔

"ماہی جب انہوں نے میری تصویر دیکھی ہوگی تو کیا اسی طرح کی کیفیت کا شکار ہوتے ہوں گے؟" وہ قدرے آہستگی سے پوچھ رہی تھی۔

"مجھ سے کیا پوچھ رہی ہو مجھے کیا خبر، تم شادی کے بعد خود ہی ڈائریکٹ پوچھ لینا۔" تصویر اس کے ہاتھ سے جھپٹی اور غور کرنے لگی کہ ایسا کیا ہے اس بندے میں کہ وہ جو دیکھتے ہی دیوانی ہوگئی ہے، مگر اسے ماننا پڑا کہ واقعی وہ نظر انداز کرنے کی نہیں دل میں بس جانے کے لائق ہے۔

"تو صحیح کہہ رہی تھی پاری، بندہ تو لاجواب ہے اور آنکھیں ایسی بولتی آنکھیں تو بہت کم لوگوں کی ہوتی ہیں، تو...... تو ان کے دیکھنے پر ہی چت ہو جایا کرے گی۔" وہ سنجیدگی سے کہتی پٹڑی سے اتر گئی تھی اور وہ اسے گھورتے ہوئے اسے کشن اٹھا کر مارنے لگی اور کمرے میں ان دونوں کے قہقہے گونج اٹھے اور وقت پر لگا کر اڑ گیا اور ڈیڑھ ماہ کے قلیل عرصے میں پری وش، تقی خان بن گئی۔

☆☆☆

وہ تھکا ہارا بوجھل ذہن و دل کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا، بیڈ کی طرف بڑھتے ہوئے اس کی نگاہ اٹھی اور اٹھی کی اٹھی رہ گئی، پی پنک شرارے میں سولہ سنگھار کیے وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھے بیٹھے سو رہی ہے، جھومر ماتھے کی بجائے سر پر الٹا پڑا ہے، بندیا بھی اصل مقام کی بجائے مانگ کی داہنی طرف جا لگی تھی، مسکارا میک اپ آنسوؤں کی لکیر اس کے رونے کی غمازی کر رہے تھے، وہ بے اختیاری میں اسے دیکھے گیا، وہ ذرا سی کسمائی تو زیورات کی چھنکار کمرے میں گونج اٹھی، وہ وہاں سے ہٹ کر واش روم میں چلا گیا لوٹا تو وہ سابقہ پوزیشن میں ہی تھی، گھڑی پر نگاہ دوڑائی جو صبح کے سات بجا رہی ہے، وہ سرد سانس کھینچتا بیڈ پر دراز ہوا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی تھی کہ وہ ملازمہ کو چائے اور سر درد کی گولی لانے کو کہہ آیا تھا، دستک کی آواز پر وہ اٹھ کر بیٹھا جبکہ اس کی آنکھ کھل گئی، ذہن بیدار ہوتے ہی اس کو اپنی ناقدری یاد آنے لگی آنکھیں بے اختیار ہو کر برس پڑیں وہ مڑ کر مڑا تو اس کو نہ صرف جاگتے بلکہ روتے ہوئے بھی پایا۔

"میں آپ سے معذرت خواہ ہوں۔" اس

نے آنسوؤں بھری نگاہیں اس پر اٹھائیں وہ پریشان ہو گیا کہ بہرحال غلطی اس سے ہوئی کہ جاتے ہوئے خود نہیں تو ملازمہ کے ذریعے تو اسے انفارم کر ہی سکتا تھا۔

''آپ کو مجھ سے شادی نہیں کرنی تھی نہ کرتے، مگر آپ کو میری توہین کرنے کا حق حاصل نہ تھا۔'' اس کی آواز بھرا رہی تھی۔

''میں نے آپ سے صرف اس لئے شادی کی کہ مما نے آپ کو ہی میرے لئے چنا، اس کمرے میں آنے سے قبل مجھے اندازہ تک نہ تھا کہ یہاں موجود لڑکی کیسی ہو گی؟ میں آپ کو فرسٹ ٹائم دیکھ رہا ہوں، مگر رات کمرے میں نہ آنے کی وجہ ناپسندیدگی نہ تھی کہ میں نے اپنی شادی کا اختیار کچھ سوچ کر ہی اپنی ماں کو دیا تھا، میں نے آپ کی کوئی توہین نہیں کی۔''

''اور توہین کیسے کی جاتی ہے؟'' شفق خان جس درد سے میں گزری، آپ گزرتے تو احساس ہوتا کہ توہین کیا ہوتی ہے۔''

''اسٹاپ اٹ، بات جانے بغیر تماشہ لگانے کی ضرورت نہیں ہے، مما کی رات طبیعت خراب ہو گئی تھی اور مجھے انہیں ہاسپٹل لے جانا پڑا اور آپ چاہتی ہیں کہ میں اپنی ماں کو چھوڑ کر آپ کے قدموں میں آ بیٹھتا، آپ کے حسن کے قصیدے پڑھتے کو۔'' وہ غصہ میں آ چکا ہے اور وہ شرمندہ ہوتی ہے۔

''آئی ایم سوری بٹ میرے علم میں آنٹی کی ناسازی طبیعت نہ تھی، مجھے بتایا تو جا سکتا تھا۔'' اس نے شکوہ بھی ساتھ کر ڈالا۔

''مما کی حالت نے میرے حواس سلب کر لئے تھے، آپ کی بے آرامی کی آپ سے شرمندگی، آپ چینج کر لیں جا کر اور اگر آپ کو برا نہ لگے میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں۔'' اس نے نرمی سے کہا تھا اور وہ اثبات میں گردن ہلاتی وہاں سے ہٹ گئی اور فریش ہو کر نیچے آ گئی۔

''معافی چاہتی ہوں چھوٹی بیگم صاحبہ، میں تو خود ابھی ہاسپٹل سے آئی ہوں، شہزادے سے میں نے کہا تھا وہ آپ کو بتا دے مگر وہ بھول گئی، لیکن آپ پریشان نہ ہوں، بیگم صاحبہ ٹھیک ہیں۔'' ملازمہ قدرے شرمندگی سے بولی تھی اور وہ خاموش ہو گئی تھی کہتی بھی تو کیا، ناشتہ کے لئے کہا تھا مگر اس نے منع کر کے صرف جوس پیا تھا اور واپس کمرے کی طرف بڑھی تھی کہ نہ جانے کون سے کمرے سے وہ پندرہ سولہ سال کی سانولی سی پرکشش لڑکی اس کے سامنے آ گئی، پری وش کو اس نے سلام کیا تو وہ چونکی اور اس کو دیکھنے لگی جو اسی کی دلچسپی سے دیکھ رہی ہے اور اس نے نام پوچھا تو اس نے بلا جھجک بتا دیا مگر نام سن کر اس کے چہرے کے تاثرات بڑے عجیب ہو گئے تھے۔

''کیا ہوا تمہیں میرا نام پسند نہیں آیا؟''

''نہ جی، آپ کا نام تو بڑا سوہنا ہے جی۔''

وہ جلدی سے بولی تھی، اس کی آواز اور لہجہ سہما سہما لگ رہا تھا۔

''میرا نام سن کر پھر تم اتنا چونکیں کیوں؟ کیا تم میرا دوسرا نام ایکسپیکٹ میرے کہنے کا مطلب ہے تمہیں لگتا تھا کہ میرا کوئی دوسرا نام ہے، روشنی یا چاندنی ٹائپ۔'' اس نے جان کر یہ سب کہا تھا۔

''ہاں جی، چھوٹی بیگم صاحبہ وہ جو چھوٹے صاحب ہیں نہ وہ نہ جی کسی سے محبت کرتے ہیں جی اور اس کا نام تو چاندنی تھا جی، تو سچ میں چھوٹے صاحب نے چاندنی بی بی کے ساتھ بے وفائی کی، پر صاحب ایسے لگتے تو نہیں۔'' وہ اپنے مخصوص بلا تکان انداز میں کہتی چلی گئی اور وہ

دھک سے رہ گئی، اپنے کمرے سے نکل کر اسی طرف آتا تقی خان بھی بے طرح چونک اور اس کا ماتھا شکن آلود ہو گیا۔

"پھر تو صاحب اچھے آدمی بھی نہیں ہیں چاندنی بی بی نے کہا تھا وہ نظر باز قسم کے چھچھورے بندے ہیں اور مجھ پر گندی نظر، چھی چھی میں تو اب کبھی صاحب کے سامنے بھی نہ جاؤں، اماں کہتی ہے لڑکیوں کی عزت شیشے کی طرح ہوتی ہے۔" وہ اپنی معصومیت میں بہت کچھ کہہ گئی تھی اور اس کی تو وہ حالت تھی کہ کاٹو تو بدن میں خون کی اک بوند نہیں اور وہ مٹھیاں بھینچا لمبے لمبے ڈھگ بھرتا اس کی طرف بڑھا۔

"بکواس بند کرو شندانے۔" وہ دونوں ہی دھاڑ پر کانپ اٹھیں۔

"کیا بکواس کیے جا رہی ہو، ہوش میں تو ہو؟" وہ اس کی خونخوار نگاہوں سے گھور رہا ہے۔

"م...... میں نے صرف وہی کہا جی، جو چاندنی بی بی نے مجھ سے کہا تھا۔" وہ کانپتے ہوئے بولی تھی اس کی اماں تقریباً بھاگتے ہوئے وہاں تک آئی۔

"صاحب، کیا ہوا ہے شندانے نے کوئی غلطی کر دی، میں اس کی طرف سے معافی......"

"اس لڑکی کو ابھی اور اسی وقت یہاں سے لے کر جاؤ اور یہ یہاں مجھے اب کبھی نظر نہ آئے ورنہ جان سے مار دوں گا۔" وہ کسی لحاظ کے بغیر گرجا تھا وہ جلدی سے آگے بڑھی اس نے بچی کے دو تھپڑ لگائے اور غصہ سے گھسیٹتی اسے وہاں سے لے گئی اور اس نے ڈرتے ڈرتے اسے دیکھا مگر وہ وہاں رکا ہی کب۔

"یہ تو کتنا ناراض ہو گئے اگر جو انہیں پتہ لگے کہ وہ مذاق میں نے میری دوستوں کے ساتھ مل کر کیا تھا تو میرا نہ جانے کیا حشر کریں۔" وہ اس سوچ پر ہی کانپ گئی، ناشتہ بھی بے دھیانی میں محض زہر مار کیا اور وہ اسے لیے ماں کے پاس ہاسپٹل آ گیا کہ رات ان کو دوسرا شدید ہارٹ اٹیک ہوا تھا، ہاسپٹل کے بعد وہ اسے میکے لے آیا تھا، آج عبدالمقیت اور مہوش کا ولیمہ ہے، تقی خان کی والدہ کی طبیعت کے پیش نظر انہوں نے ولیمہ کینسل کرنا چاہا تھا مگر تقی خان نے طریقے سے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا تھا، ولیمہ کی تقریب میں وہ ایک گھنٹہ قبل ہی پہنچا ہے جبکہ وہ صبح سے میکے میں ہی تھی اس کے بعد سب کے ساتھ ہی ہوٹل چلی گئی تھی اب ایک طرف بیٹھی وہ ناری کو ساری بات بتا رہی تھی تو تقی نے سن لیں اس کا بس نہیں چلا ورنہ وہ اسی وقت اس کا منہ تھپڑوں سے سرخ کر ڈالتا اور غصہ کنٹرول کرنا اس کے لیے ہمیشہ ہی مشکل امر رہا اس لیے وہ بہانہ کر کے گھر جانے لگا تھا کہ عبدالمقیت اور ان کی بیگم نے بیٹی کو بھی اس کے ساتھ روانہ کر دیا وہ غصہ سے کھولتا لب پر لب سختی سے جمائے ڈرائیونگ کر رہا تھا راستے بھر تو کنٹرول کر لیا مگر گھر آتے ہی اس کا اتنا ہی کہنا غضب ہو گیا کہ۔

"آپ کچھ غصہ میں لگ رہے ہیں، کیا کوئی بات ہوئی ہے۔" اور وہ پھٹ پڑا۔

"بات کیا ہوئی تھی، مس چاندنی بس آپ کے کارنامے میرے سامنے آ گئے ہیں۔" اس کو امید نہ تھی کہ یہ بات ہو گی وہ بے بسی سے لب کچلنے لگی اور اس نے سن لینے والی گفتگو کہہ سنائی۔

"تقی آئی ایم سوری، ہم نے تو جسٹ مذاق......"

"شٹ اپ جسٹ شٹ اپ۔" وہ کانپ کر چپ کر گئی۔

"تم نے اپنی دوستوں کے ساتھ مل میرے کردار کی دھجیاں بکھیر دیں، مجھ پر تہم

...ئی جسٹ مذاق میں، زندگی، کردار تمہارے ...یک مذاق ہے۔" وہ اشتعال میں آپے سے ...ہر ہو رہا ہے۔

...ہ پر، سنی تھی نہ تم نے شنرانہ کی بات اس کو میرے سامنے آنے سے بھی خوف محسوس ہوتا ہے، کیونکہ تم نے کہا کہ میں اس پر بری نظر رکھے ہوئے ہوں، اس لڑکی پر جس کو کبھی نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھا، میں یہ تک نہیں بتا سکتا ہوں کہ وہ کس رنگت کی حامل ہے، کیسے کپڑے پہنتی ہے اور تم نے کتنے آرام سے کہہ دیا کہ میں اس پر بری نظر رکھتا ہوں، جانتی کیا تمہیں تم میرے بارے میں جو مذاق میں میرے کردار سے کھیل گئیں، کب کی میں نے تمہیں چاندنی بن کر محبت اور کب کی اس محبت سے بے وفائی؟ کب دیا تمہیں دھوکا؟" وہ اس کا بازو آہنی گرفت میں لئے جھٹکا دے کر اسے جھنجوڑتے ہوئے خون آشام لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"آئی ایم سوری، ثقفی میرا مقصد کسی کی دل آزاری کرنا نہیں تھا، ہم نے وہ سب محض مذاق میں ناول میں لکھی باتیں ہی فون پر کہی تھیں، اس وقت ہمیں اندازہ ہی نہ تھا کہ ہم کتنی بڑی غلطی کرنے جا رہے ہیں، میں ... آپ سے شرمندہ ہوں، میں آپ کو ... جب جانتی ہی نہیں تھی تو کچھ کہتی بھی ... چاہیے؟ میں آپ سے معافی مانگتی ہوں، مجھے معاف کر دیں ثقفی اور آپ کہیں گے تو میں شنرانے کی بھی ہر غلط فہمی دور کر دوں گی۔" وہ سسکتے ہوئے نگاہ جھکائے (بلکہ چرائے) کہہ رہی تھی۔

"اس نوازش کی ضرورت نہیں ہے اور یہ یاد رکھنا ہمیشہ کہ میں تمہارے مذاق کو کبھی معاف نہیں کروں گا کہ تم نے انجوائے منٹ کے لئے میری عمر بھر کی نیک نامی کو داؤ پر لگا دیا، تم جیسے لوگوں کو اندازہ بھی ہوتا ہی نہیں ہے کہ چند لمحوں کو خوشگوار بنانے کے لئے تم جیسے لوگ انسانوں کی زندگی سے کھیل جاتے ہو، تم میری ماں کی پسند ہو، اس لئے میں ساری زندگی تمہارے مذاق کی تلخی سہتے ہوئے تمہارے ساتھ گزار کروں گا کہ میں اپنی ماں کو ہرٹ نہیں کر سکتا اور شاید کہ وقت کے ساتھ یہ تلخی کچھ کم ہو جائے لیکن میں کبھی تم پر بھروسہ نہیں کر پاؤں گا، یہ احساس کہ تم نے انجوائے منٹ کے لئے میری کردار کشی کی تھی نہ جانے کتنے لوگوں کو تم نے اپنی دوستوں کے ساتھ مل کر اپنی انجوائے منٹ کی نظر کیا ہوگا، ان کی خوشیوں، ان کے کردار کو گرہن لگایا ہوگا یہ احساس مجھے تم پر کبھی اعتبار نہیں کرنے دے گا۔"

وہ نفرت سے کہتا اس کے سامنے سے ہٹ گیا اور وہ ہوا میں ہی معلق رہ گئی اور اسے ایسا ہی رہنا ہے کہ وقتی طور پر وقت گزاری کے لئے خوشی حاصل کرنے کے لئے بعض اوقات جو اقدام اٹھائے جاتے ہیں وہ بہت غلط ہوتے ہیں اور کسی کی پوری زندگی تباہ و برباد ہو جاتی ہے، اس لئے ہمیں دوسروں کے دل اور زندگیوں سے نہیں کھیلنا چاہیے کہ نہ جانے کون سا داؤ الٹا پڑ جائے اور مسرت حاصل کرنے کی کوشش زندگی بھر کی مسرتوں کو چھین لے کہ بعض اوقات معمولی سی خطا بھی بخشے جانے کے لائق نہیں ہوتی کہ خطا آپ کے نزدیک معمولی ہوتی ہے مگر اس کے اثرات و انجام ہرگز بھی معمولی نہیں ہوتے، اس لئے لمحاتی خوشی پانے کے لئے غلط راہ کا انتخاب کرنے سے قبل سوچ لینا چاہیے کہ اس سب میں زندگی کی حقیقی مسرت و خوشی ہی کہیں نہ کھو جائے۔

سنبھال رکھو زندگی کی خوشی
وقت جیسے گزرے گزار لو
کہ لمحاتی خوشی کے سبب کھو نہ جائے سب کچھ

☆☆☆